بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (۶۵/۱۲) — خدا ہی تو ہے جس نے سات آسمان اور ویسی ہی زمینیں پیدا کیں۔

اس آیت میں یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

پھر جس طرح سماء بلندی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ "ارض" بھی پستی کے معنوں میں آتا ہے۔ مثلاً:

لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ۔ (۷/۱۷۶) — اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس کے (درجے) بلند کر دیتے۔ مگر وُہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا۔ اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔

۲۔ فلك، کا معنی عموماً آسمان ہی کیا جاتا ہے۔ مگر حقیقتاً فضا میں سیاروں کے مدار یا اجرام فلکی کے گھومنے کے راستوں کو فلك کہتے ہیں (م ر م ل بعث)

ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ (۲۱/۳۳) — اور وُہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا۔ یہ سب (یعنی سورج، چاند اور سیارے) آسمان میں اس طرح چلتے ہیں گویا تیر رہے ہیں۔

اور ان راستوں کو فلك کہنے کی توجیہ یہ ہے کہ سیارے فضا میں پورے دائرہ کی شکل میں نہیں گھومتے بلکہ بعض قوانینِ حرکت کے تحت بیضوی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ پھر ان کے کشتی نما ہونے کی وجہ سے انہیں فلك کہا گیا ہے۔ ایسی کشتی کو عربی میں فُلْك کہتے ہیں۔

ماحصل: (۱) سماء سے مراد محض بلندی بھی ہے اور وُہ مخصوص اجسام بھی جن کا قرآن و احادیث میں ذکر ہے (۲) فلك: فلک سے مراد سیاروں کے مدار ہیں۔

۱۳۔ آسیب زدہ کرنا

کے لیے قرآن میں تَخَبَّطَ اور اِعْتَرٰی (عری) کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ تَخَبَّطَ: خبط بمعنی کسی کو مار مار کر بدحواس کر دینا (مف) اور مخبوط بمعنی فاتر العقل۔ یعنی ایسا شخص جس کی عقل ٹھیک کام نہ کرتی ہو۔ اہل عرب کے خیال کے مطابق یہ کام جنوں اور شیطانوں سے متعلق تھا۔ جیسے کہ وُہ دیوانہ کو بھی مجنون کہتے تھے۔ یعنی جس کو جن پڑ گئے ہوں اور اس نے اسے دیوانہ بنا دیا ہو۔ مجنون اور مخبوط میں فرق صرف یہ تھا کہ جو شخص فتورِ عقل کے عارضہ سے بیمار ہوتا اسے مجنون کہہ دیتے تھے اور جسے وقتی اور عارضی طور پر یہ مرض لاحق ہوتا اُسے مخبوط کہتے تھے۔ ارشادِ باری ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (۲/۲۷۵) — جو لوگ سود کھاتے ہیں وُہ قبروں سے) اس طرح (بدحواس ہو کر) اٹھیں گے۔ جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔

اس کے مقابل لفظ صَقَعَ ہے جو اجسام ارضی سے مخصوص ہے اور معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ (مف) اور صاحب منتہی الادب اس کے معنی آسمان سے شدید کڑک کے ساتھ آگ پھینکنا، یا ایسی سخت آواز جسے سن کر بیہوش ہو جائیں، بتلاتے ہیں (م ل) اس صورت میں صَاعِقَۃ، رَعْد ہی کی انتہائی صورت ہے۔ صَاعِقَۃ کی جمع صَوَاعِق آتی ہے۔ ارشاد باری ہے؛

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ (۱۳/۱۳) — اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔

ماحصل؛ بَرْق۔ چمکنے والی رَعْد۔ گرجنے والی اور صَاعِقَۃ۔ شدید کڑک کے ساتھ گرنے والی بجلی کو کہتے ہیں۔

بجھانا اور بجھنا کے لیے دیکھیے آگ اور اس کے افعال۔

---

۱۸ بچانا

کے لیے وَقٰی، مَنَعَ، حَجَزَ، اَحْصَنَ، جَنَّبَ اور عَصَمَ کے الفاظ آئے ہیں؛

۱۔ وَقٰی کے معنی بُرے کاموں کے انجام سے ڈرا کر ان برے کاموں اور ان کی عقوبت سے بچانا ہے (مف) ارشاد باری ہے؛

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (۶/۶۶) — مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش جہنم سے بچاؤ۔

۲۔ مَنَعَ: کے معنی روکنا اور اس کی ضد اَلْاِعْطَاءُ یعنی کسی کو کچھ دے دینا ہے (م ل) روک کھڑی کر دینا یا رکاوٹ بن کر کسی مصیبت یا آفت سے بچانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن میں ہے؛

وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (۲/۵۹) — اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو خدا (کے عذاب) سے بچالیں گے۔

۳۔ حَجَزَ: حجز اصل میں دو چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز ہوتی ہے جو درمیان میں حائل ہو کر آڑ کا کام دے دیتی ہے (م ل) اور حجز بمعنی آڑ بن کر ایک چیز کو دوسری سے بچا لینا ارشاد باری ہے؛

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (۴۷/۶۹) — پھر تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اسے اس سے بچالے (عثمانی)

۴۔ اَحْصَنَ، حَصَنَ کے معنی قلعہ یا پناہ گاہ کے ہیں۔ ابن الفارس کے نزدیک اس کے معنی میں تین باتیں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں (۱) حفاظت (۲) احاطہ (۳) پناہ (م ل) لہٰذا اَحْصَنَ میں بھی یہی باتیں پائی جائیں گی۔ یعنی روکنا۔ بچانا اور پوری طرح نگہداشت کرنا۔ ارشاد باری ہے؛

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ (۱۲/۶۶) — اور عمران کی بیٹی مریم کی جنھوں نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا۔

۵۔ جَنَّبَ۔ جنب کے بنیادی دو معنی ہیں (۱) پہلو (۲) دور کر دینا (م ل) اور جَنَّبَ کے معنی کسی کو دور

اوصاف کی بنا پر اسے پسند کرنا۔ قرآن میں ہے؛

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ (۵۶/۲۰) اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں۔

ماحصل: (۱) حَبَّ: کسی چیز کی پسندیدگی اور خواہش اور اس کے حصول میں حکمت سے کام لینا۔

(۲) وَدَّ: انتہائی محبت یا اس کے حصول کی تمنا کے لیے آتا ہے۔ گویا پسندیدگی کی اصل سے وَدَّ کا لفظ حَبَّ سے ابلغ ہے۔

(۳) ارتضیٰ: میں پسندیدگی کی اصل وجہ دل کی خوشی ہے جبکہ؛

(۴) تخیّر میں پسندیدگی کی اصل وجہ اس پسندیدہ چیز کے اوصاف ہیں۔

نیز دیکھیے "چن لینا"

۱۸ ــــــ پکارنا

کے لیے دُعَا، نَادٰی، اَذَّنَ، اِبْتَهَلَ اور جَهَرَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱-۲۔ دُعَا اور نِدَاء: دونوں الفاظ قریب المعنیٰ ہیں۔ دُعَاء کا لفظ نداء سے اخص ہے۔ اور ان میں درج ذیل باتوں میں فرق پایا جاتا ہے۔

(۱) دُعَاء کے معنی محض پکارنا ہے جبکہ نداء عموماً بلند آواز سے پکارنے کے لیے آتا ہے کیونکہ نِدٰی کے معنی لمبے فاصلے کے بھی آتے ہیں۔ (م۔ل) اور منادی ڈھنڈورچی یا اعلانچی کو کہتے ہیں۔

(۲) دُعَا میں کلام کا بامعنی ہونا ضروری ہے جبکہ نداء بامعنی بھی ہو سکتی ہے اور بے معنی بھی یعنی صرف بلند آواز نداء تو ہے مگر دُعَاء نہیں ہے۔ گویا نداء کا لفظ محض چلّانے پر بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

(۳) دُعَاء میں کسی کو مخاطب کرنا ضروری ہے۔ مگر نِدَاء میں مُنادٰی کا نام لینا ضروری نہیں (مف) ارشادِ باری ہے؛

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً (۲/۱۷۱) اور جو لوگ کافر ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ نہ سن سکے۔

نعق، کوّے کے چلّانے کو کہتے ہیں۔ اور آیتِ بالا میں نِدَاء سے مراد محض چلّانا اور دُعَاء سے مراد پکارنا ہے۔ اور یہ جو قرآن میں آیا ہے؛

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا (۱۹/۳) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا

تو یہاں خَفِيًّا کا لفظ استثنا کی صورت پیدا کر رہا ہے۔

اور نِدَاء کا لفظ قرآن کریم میں اذان کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ ارشادِ باری ہے؛

۲۔ بَدَن : جانداروں کا جسم جس میں خون جاری ہو یا ابھی خشک نہ ہوا ہو (ف ل ۱۱۵) ارشادِ باری ہے :

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً (۱۰/۹۲) — تو آج (اے فرعون) ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تُو پچھلوں کے لیے عبرت ہو۔

ماحصل : جسم۔ اعم ہے ہر مادی چیز جسم رکھتی ہے۔ جسد جسم سے خاص ہے یعنی کسی جاندار کا جسم جس میں خون خشک ہو چکا ہو۔ اور بدن اخص ہے۔ یعنی جاندار کا ایسا جسم جس میں خون جاری ہو یا ابھی خشک نہ ہُوا ہو۔

۷۔ جکڑنا (رسّی وغیرہ سے)

کے لیے وَثَقَ اور قَرَنَ کے الفاظ آتے ہیں۔

۱۔ وَثَقَ : بمعنی رسّی سے باندھنا اور گانٹھ دینا۔ اور وَثاق اور وِثاق جکڑنے کی چیز یا رسی وغیرہ کو کہتے ہیں (منجد) نیز وَثَق اس رسّے کو بھی کہتے ہیں جس سے جانوروں کو باندھا جائے۔ ارشادِ باری ہے :

حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ (۴۷/۴) — جب اُن کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں اُن کو) مضبوطی سے قید کر لو۔

اس آیت میں شَدَّ کا لفظ شامل ہونے سے وَثَقَ کے معنیٰ "مضبوط باندھنا یا جکڑنا" ہو گئے ہیں۔

۲۔ قَرَنَ : قَرَن بمعنی ایک چیز کو دوسری کے ساتھ باندھنا اور ملانا۔ اور قَرَن اس رسّی کو کہتے ہیں جس سے دو یا زیادہ اونٹوں کو باندھ دیا جائے (مف) اور اس کے معنی کسی کے ساتھ ملا ہوا کے بھی ہیں (منجد) اسی لیے قرین ایسے دوست کو کہتے ہیں جو ہم عمر یا ہم نشین ہو۔ اور قَرَّنَ میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے :

وَاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ (۳۸/۳۸) — اور اوروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہُوئے تھے۔

ماحصل : وثق : صرف رسی وغیرہ سے جکڑنے کے لیے اور قَرَّنَ جب اس رسی کا تعلق مزید مضبوطی کے لیے کسی دوسری چیز سے بھی ہو۔

۸۔ جگہ

کے لیے مقام۔ مکان۔ مراغم کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ مَقَام : قَامَ بمعنی کھڑا ہونا۔ اور مَقَام اس سے اسم ظرف (مکانی) کھڑا ہونے کی جگہ کے لیے آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے :

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (۲/۱۲۵) — اور جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہُوئے اُسے نماز کی جگہ بنا لو۔

اور مُقَام (م مضموم) قام سے مصدر میمی ہے۔ بمعنی کھڑا ہونا۔ جیسے فرمایا :

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (۵۵/۴۶) — اور جو شخص اپنے پروردگار کے رُوبرو کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہوں گے۔

شِدَّةُ الْحَرَارَةِ (م ل) یعنی یہ لفظ گرمی اور شدید حرارت پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا جہاں انسان کے جذبات کی شدت اور اُس کی تاثیر کا ذکر آئے گا تو یہ لفظ استعمال ہو گا۔ مثلاً:

(۱) وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا (۲۸/۱۰) — اور موسیٰ کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا (خالی ہو گیا)

(۲) مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ (۱۴/۴۲) — سر اٹھائے دوڑتے ہوں گے، اُن کی نگاہیں (بھی) انکی طرف نہ لوٹ سکیں گی۔ اور دل (دہشت کے مارے) اُڑ رہے ہوں گے۔

اور جو اللہ تعالیٰ سے فواد سے بازپرس کا ذکر فرمایا ہے تو وُہ ایسے ہی اعمال سے متعلق ہو گی جو شدتِ جذبات کے تحت انسان کر بیٹھتا ہے۔

۳۔ صَدْر: بمعنی سینہ (ج صُدُوْر) اور سینہ کے اندر ہی دل ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (۲۲/۴۶) — لیکن وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

لہٰذا کبھی صرف فِي الصُّدُوْر کہہ کر قلوب مراد لیے جاتے ہیں جیسے شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (۱۰/۵۷)
اب چونکہ صدر کا تعلق ظرفِ مکان سے ہے لہٰذا اگر دل کی تنگی یا فراخی کا ذکر مطلوب ہو تو صدر کا لفظ آئے گا۔ مثلاً:

(۱) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (۱۵/۹۷) — اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے۔

(۲) أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۹۴/۱) — کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟

اور شرح صدر یا انشراح صدر محاورہ ہے کسی مشکل اور پیچیدہ معاملہ میں دل میں کوئی راہِ صواب کی بات سوجھ جائے تو اسے شرح صدر کہتے ہیں۔ پھر کسی چیز کو چھپانے کے لیے بھی چونکہ ظرف کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا راز کی بات کے چھپانے، خیالات اور وساوس کے ذکر میں بھی صدر کا استعمال ہو گا۔ مثلاً،

(۱) يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (۴۰/۱۹) — وُہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے۔ اور جو باتیں دلوں میں ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔

(۲) إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۵/۷) — بیشک اللہ دلوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔

(۳) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (۱۱۴/۵) — وُہ (شیطان) لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

۴۔ نَفْس: روح، زندگی، جی، جان (ج نفوس) اس سے خواہشات کا مبدأ و ملجا۔ آرزو کرنے والا اور خوش ہو جانے والا دل مراد ہوتی ہے:

(۱) جہاں تک پوشیدہ باتوں اور خیالات وغیرہ کو چھپانے کا تعلق ہے یہ صفت نفوس اور صدور

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (۹/۴) — ہم نے انسان کو سختی جھیلتے رہنے والا بنایا ہے۔

ماحصل: (۱) قَسْوَة: دل کی سختی۔ (۲) غِلْظَة: سنگدلی اور تند خوئی۔ (۳) بَاسَاء: سختی اور تنگی کا دور۔ (۴) كَبَد: تا زیست سختی برداشت کرنیوالی فطرت انسانی۔

۱۲۔ سر اٹھانا

کے لیے اَقْمَحَ، اَقْنَعَ اور عَلَا کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اَقْمَحَ: اونٹ جب پانی سے سیر ہو کر سر اوپر اٹھاتا اور نظر نیچے رکھتا ہے تو اس کیفیت کو کہتے ہیں اَقْمَحَ الْبَعِیْرُ (ف ل ۱۸۶) اور جب انسان نیچے دیکھنا چاہے مگر کسی مجبوری کی وجہ سے سر کو نیچا نہ کر سکے صرف نگاہ نیچے کر سکے تو اسے بھی اَقْمَحَ الرَّجُلُ وَغَضَّ بَصَرَهٗ ہی کہتے ہیں۔ (م-ق) ارشادِ باری ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (۳۶/۸) — ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے) ہیں تو ان کے سر اُلل رہے ہیں۔

۲۔ اَقْنَعَ: بمعنی آواز یا سر کو اٹھانا۔ بلند کرنا۔ اور مُقْنِع بمعنی سر کو اٹھا کر دیکھنے والا (منجد) ارشادِ باری ہے:

مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ (۱۴/۴۳) — وہ سر اٹھائے (میدانِ قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے۔ ان کی نگاہیں اُن کی طرف لوٹ نہ سکیں گی اور ان کے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہوں گے۔

۳۔ عَلَا یَعْلُوْا عُلُوًّا بلند ہونا۔ سر اٹھانا (منجد) (عُلُو ضد سُفْل) ہے۔ گویا یہ لفظ عام ہے تاہم زیادہ تر برے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ مادی اور معنوی دونوں طرح آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں عَلِیَ یَعْلَی عموماً اچھے مفہوم میں آتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ (۲۸/۴) — فرعون نے ملک میں سر اٹھا رکھا تھا۔

ماحصل: (۱) اَقْمَحَ: میں سر اٹھا ہوا اور نظر نیچے (۲) اَقْنَعَ: میں سر اٹھا ہوا اور نظر سامنے یا اوپر کو (۳) عَلَا بمعنی سرکشی کے طور پر بلند ہونا یا سر اٹھانا۔

۱۳۔ سردار

کے لیے سَیِّد (سود)، مَلَاٌ، رَهْط، اَئِمَّة اور نَقِیْب کے الفاظ قرآنِ کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ سَیِّد: سَادَ بمعنی شریف ہونا، بزرگ ہونا۔ قوم کا سردار ہونا۔ شان و شرف میں کسی پر غالب آنا (منجد) سَوَادَ بمعنی بڑی جماعت اور سَیِّد اس بڑی جماعت کے سردار کو کہتے ہیں

وَاَنۡزَلَ الَّذِيۡنَ ظَاهَرُوۡهُمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ صَيَاصِيۡهِمۡ وَ قَذَفَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ (۳۳/۲۶) — اور اہل کتاب میں سے اُن لوگوں کو جنھوں نے مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا۔ اور ان کے دلوں میں ہیبت بٹھا دی۔

۳۔ بُرُوج: (بُرج کی جمع) بَرَجَ بمعنی ظاہر ہونا۔ بلند ہونا۔ اور بَرَّجَ بمعنی برُج بنانا۔ اور بُرج بمعنی گنبد نما کوئی سی بلند عمارت۔ قلعہ، گنبد محل وغیرہ (منجد) ارشادِ باری ہے:

اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ (۴/۷۸) — تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آلے گی خواہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

۴۔ مَحَارِیب: (واحد مِحۡرَاب) مِحۡرَاب بمعنی گھر کا شروع کا حصّہ۔ صدر مجلس۔ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ اور مِحۡرَاب بمعنی جنگجو، لڑاکا اور بہادر (منجد) اور ہر وُہ جگہ جہاں جنگی پلان یا سامان تیار ہو یا لڑائی کی جا سکے۔ لہٰذا قلعہ کے معنوں میں بھی آتا ہے (م۔ق) قرآن میں ہے:

يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَتَمَاثِيۡلَ (۳۴/۱۳) — وہ جن حضرت سلیمانؑ کے لیے جو وُہ چاہتے بناتے یعنی قلعے اور مجسمے۔

ماحصل: (۱) حِصۡن: ایسا قلعہ جو محیط ہو اور اس میں حفاظت اور پناہ کا انتظام ہو۔

(۲) صیصیة: ہر ایسی جگہ جہاں اپنا بچاؤ کیا جا سکے۔ قلعہ نما کوئی بھی چیز۔ یہودیوں کے قلعے۔

(۳) بُرُوج: کوئی بلند، مضبوط اور گنبد نما عمارت۔

(۴) مِحۡرَاب: ایسی جگہ جہاں لڑائی سے متعلقہ امور طے پائیں اور وُہ محفوظ ہو۔

قوت کے لیے دیکھیے "طاقت"

۱۴ — قمیص

کے لیے قَمِیۡص اور سَرَابِیۡل کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ قَمِیۡص: پوشاک کا ایک معروف جزو۔ کرتہ۔ قرآن میں ہے:

وَاِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَكَذَبَتۡ (۱۲/۲۷) — اور اگر یوسفؑ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو زلیخا نے جھوٹ بولا۔

۲۔ سَرَابِیۡل: (واحد سربال) قمیص اور پاجامہ دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ اور صاحبِ منجد کے نزدیک قمیص یا ہر پہنے جانے والا لباس (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَجَعَلَ لَكُمۡ سَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمُ الۡحَرَّ (۱۶/۸۱) — اور اللہ نے تمہارے لیے ایسے کرتے بنائے جو تمہیں دھوپ سے بچاتے ہیں۔

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا (۳۷/۴۷) — اگر پیغمبر تم سے مال طلب کرے اور تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو۔

دوسرے مقام پر ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا (۱۸۷/۷) — وُہ آپ سے (قیامت کے متعلق) پوچھتے ہیں گویا آپ ہر وقت اس کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہیں۔

۵۔ اِعْتَرَّ: عَرَّ اور اِعْتَرَّ دونوں ایک ہی معنٰی میں آتے ہیں یعنی بخشش طلب کرنا اور اس کے لیے کسی کے سامنے آنا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (۳۶/۲۲) — اور (اس قربانی کے گوشت سے) نہ مانگنے والوں کو بھی کھلاؤ اور مانگنے والوں کو بھی۔

ماحصل: (۱) طَلَبَ: کسی حاجت پر نفس کا حریص ہونا اور اس کی جستجو کرنا۔

(۲) سال: کسی حاجت پر نفس کا حریص ہونا اور اس کا کسی دوسرے سے اظہار۔

(۳) ادّع: کسی حاجت پر نفس کا حریص ہونا اور پکار کر مانگنا۔

(۴) حفو: کسی حاجت پر نفس کا حریص ہونا اور اس کے لیے تقاضا کرنا۔ اور

(۵) اعتر: بمعنی بخشش مانگنے کے لیے لوگوں کے سامنے آنا۔

مائل ہونا ــ "جھکنا" ـــــــــــ "مایوس ہونا" کے لیے دیکھیے "ناامید ہونا"

مٹانا

کے لیے طَمَسَ، مَحَقَ اور مَحَا (محو) اور نَسَخَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ طمس: رگڑ کر اس طرح مٹانا کہ کچھ اثرات باقی رہ جائیں۔ طمس کا لفظ بالعموم آنکھ، ستارے اور چہرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آنکھوں اور ستاروں کا طمس یہ ہے کہ وُہ بے نور ہو جائیں اور چہرے کا طمس یہ ہے کہ وُہ مسخ ہو جائے یعنی بدصورت بن جائے۔ ارشادِ باری ہے:

اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا (۴۷/۴) — ہماری نازل شدہ کتاب جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے، پر ایمان لے آؤ۔ اس سے پیشتر کہ ہم تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں (یعنی آنکھ ناک وغیرہ کو مٹا ڈالیں۔

اور دوسرے مقام پر ہے:

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ (۸/۷۷) — جب ستاروں کی چمک جاتی رہے۔

۲۔ مَحَقَ: کسی چیز کو کمزور اور مضمحل بنا دینا۔ باطل کر دینا۔ بے برکت اور بے جان بنا دینا (م ل) اور محق بمعنی گھٹنا اور کم ہونا (مف) اور اس کی ضد ربو یا ربی ہے۔ بمعنی پالنا پوسنا۔ تربیت کرنا اور

ماحصل: اھتدی: سیدھی راہ پر گامزن ہونے اور رشد: سیدھی راہ اختیار کرنے کے بعد نیک عادات و اطوار اپنانے اور اس پر برقرار رہنے کے لیے آتا ہے۔

۶۔۔۔۔ ہلاکت

کے لیے کچھ تو بددعائیہ قسم کے کلمات ہیں جو ناراضگی اور خفگی کے موقعہ پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً تَبَّ تَعَسَ، قُتِلَ، ثَبَرَ، اَوْلٰی اور وَیْلٌ کے الفاظ سب ایسے ہی موقعہ پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے ہماری زبان میں کہتے ہیں۔ تیرا بیڑا غرق، خدا تجھے سنبھالے، تمہارا کچھ نہ رہے۔ وغیرہ۔ اب ان کی مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ تَبَّ: بمعنی ہلاک ہونا۔ ٹوٹنا۔ کٹنا۔ کاٹنا دونوں طرح آتا ہے (منجد) قرآن میں ہے:

تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ (۱۱۱/۱) ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ خود بھی ہلاک ہو۔

۲۔ تَعَسَ: بمعنی ٹھوکر کھا کر گرنا پھر اٹھ نہ سکنا۔ کسی گڑھے میں گر کر ہلاک ہونا (مف) قرآن میں ہے:

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ (۴۷/۸) ہلاک ہوں وہ لوگ جو کافر ہیں۔

۳۔ قُتِلَ: قَتَلَ بمعنی کسی کو مار دینا۔ روح کو تن سے جدا کر دینا۔ اور قُتِلَ بمعنی مارا جائے۔ ہلاک ہو۔ قرآن میں ہے:

فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ (۷۴/۲۰) وہ ہلاک ہو جو اس نے کیسا (غلط) اندازہ لگایا۔ پھر ہلاک ہو، جو اس نے کیسا (غلط) اندازہ لگایا۔

۴۔ ثَبَرَ: بمعنی ہلاک ہونا یا (زخم کا) خراب ہونا (مف) اور ثُبُوْر بمعنی ہلاکت قرآن میں ہے:

لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا (۲۵/۱۴) آج کے دن ایک ہلاکت کو نہ پکارو۔ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو۔

۵۔ اَوْلٰی: کا صلہ اگر ب سے آئے تو بمعنی لائق تر۔ مناسب تر۔ زیادہ حقدار۔ اور اگر ل سے آئے تو بمعنی ہلاکت۔ خرابی اور تباہی۔ افسوس۔ یہ کلمہ تہدید و تخویف ہے اور اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ہلاکت کے قریب پہنچ چکا ہو تاکہ اسے تنبیہ ہو جائے۔ نیز یہ کلمہ عموماً تکرار سے آتا ہے تاکہ مخاطب انجام پر غور کر کے اس سے بچنے کی کوشش کرے (مف) قرآن میں ہے:

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰى اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (۷۵/۳۴) تو اس (ناعاقبت اندیش) نے نہ تو کلام خدا کی تصدیق اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا۔ تو تجھ پر افسوس ہے۔ پھر تجھ پر افسوس ہے۔

۶۔ وَیْلٌ: خرابی۔ تباہی۔ افسوس۔ ہلاکت۔ یہ کلمہ عموماً حسرت کے موقعہ پر بولا جاتا ہے (مف) قرآن میں ہے:

۹- بَطَلَ (بُطْلاً - بُطْلَانًا) بے کار رہنا۔ باطل ہونا (۷/۱۱۸)

بَطُلَ (بطالۃً وبطُولَۃً) شجاع ہونا۔ بہادر ہونا

۱۰- بطَنَ۔ یبطُنُ۔ بطنًا وبُطونا۔ پوشیدہ اور چھپا ہوا ہونا۔ (۳۳/۷)

بطَنَ یبطُنُ۔ بُطونا وبَطَانۃ (لفلانٍ) کسی کے خواص میں داخل ہونا۔ (۱۸/۳)

۱۱- بَغَا۔ یَبْغُوْا۔ بَغْوًا کسی چیز کو غور سے دیکھنا۔ طلب کرنا۔ چاہنا (۱۸/۳)

بغٰی۔ یبغی بغاء وبَغْیًا وبُغْیًا۔ حق سے ہٹ جانا۔ نافرمانی کرنا۔ دراز دستی کرنا (۳۸/۲۲)

۱۲- بلَغَ۔ یبلُغ۔ بُلُوغا۔ پہنچنا (۶/۱۹)

بلُغَ۔ یبلُغ۔ بلاغۃً فصیح زبان ہونا (۴/۶۳)

۱۳- بَہِجَ۔ یبہَج۔ بَہْجًا۔ خوش اور مسرور ہونا۔ تروتازہ ہونا۔ (۲۲/۵)

بہُجَ۔ یبہُج۔ بَہَاجَۃً خوبصورت ہونا (۲۷/۶۰)

۱۴- بان۔ یبین۔ بَیْنًا وبُیُوْنًا وبَیْنُوْنَۃً۔ الگ ہونا۔ دور ہونا

بان۔ یبین بیانا وتبیانًا واضح ہونا۔ ظاہر ہونا۔ (۱۶/۸۹)

۱۵- تَرِبَ یترُب۔ تَرَبًا ہم عصر ہونا۔ ہم عمر ہونا (۴۸/۲۲)

ترِب۔ یترَب۔ تَرَبًا ومَتْرَبًا تہی دست اور محتاج ہونا۔ غربت میں گویا خاک میں مل گیا۔ (۹۰/۱۶)

۱۶- ثقَل۔ یثقُل۔ ثقلاً۔ چیز کو ہاتھ میں لے کر بوجھ معلوم کرنا (۷/۸)

ثقُل۔ یثقُل۔ ثِقَالَۃً فھو ثقیل۔ وزنی اور بوجھل ہونا۔ (۲/۵)

۱۷- جَدَّ۔ یَجِدُّ۔ جَدًّا لوگوں کی نظروں میں بڑا ہونا (۲۷/۱۳)

جَدَّ یجِدّ جِدَّۃً۔ فاجدید۔ نیا ہونا (۱۳/۵)

جَدَّ یَجُدّ۔ جِدًّا۔ صاحب اجتہاد ہونا۔ اجتہاد کرنا۔ کوشش کرنا۔ فاجِیِّد

۱۸- جدَر۔ یجدُر۔ جَدَارۃً۔ لائق اور مناسب ہونا (۹/۹۷)

جدَر۔ یجدُر۔ جدرًا (الجدار) دیوار کھینچنا (۱۸/۷۸)

۱۹- جنَب یجنُب جَنبًا۔ دفع کرنا۔ ہٹانا۔ دُور کرنا (۱۴/۳۵)

جنَب یجنُب۔ جَنَابَۃ۔ ناپاک ہونا (۴/۴۳)

۲۰- جَنَّ۔ یَجُنّ۔ جنًّا وجُنُونًا۔ چھپانا۔ ڈھانپنا۔ (۷/۷۶)

جُنَّ۔ یَجُنّ 〃 〃 دیوانہ ہونا۔ عقل زائل ہونا (۷/۱۸۴)

جَنّ یَجِنّ جَنًّا۔ جنین کا رحم میں چھپنا۔ (۵۳/۳۲)

۲۱- حسَب۔ یحسُب۔ حَسْبًا۔ حِسَابًا۔ حُسْبَانًا۔ گننا۔ شمار کرنا۔ حساب کرنا (۲۳/۱۱۷)

حسِب۔ یحسِب۔ حِسبانا۔ محسِبَۃ۔ گمان کرنا (۱۸/۱۰۲)

حسُب۔ یحسُب حَسْبًا وحَسَابَۃً صاحب حسب ونسب اور بزرگ ہونا۔ کافی ہونا (۶۵/۳)